(غلام گردش)

قانون

ہر جانب قیامت کا انتشار ہے! ہم قومی سطح پر کسی بھی نکتہ پر اتفاق کرنے کی اہلیت سے محروم ہو چکے ہیں! سیاستدانوں پر کیا دل دکھانا! وہ تو عدم سے وجود میں آئے ہی، سادہ لوح لوگوں سے فائدہ اٹھانے کیلیے ہیں۔ اب تو ملک کا ہر ادارہ تقسیم در تقسیم کا شکار ہو چکا ہے۔ بیوروکریسی جو کسی بھی نظام کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ آج وہ مختلف سیاسی پارٹیوں کے ذیلی ادارے سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں! اب تو سینئر سرکاری ملازم فخر سے اظہار کرتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم سے انکا ذاتی تعلق ہے۔ کون سا میرٹ اور کون سی ایمانداری! سب عبث ہے۔ ایسی ایسی سچی حکایتیں ہیں کہ بیان نہ کرنے پر دل پھٹتا ہے اور بیان کی جائیں تو انگلیاں لہو میں ڈبونی پڑتی ہیں۔

اہل قلم اور دانشور بھی اب تقسیم کا نشانہ بنتے نظر آتے ہیں۔ آپ کسی بھی کالم کے لکھنے والے کا نام پڑھ لیجیے۔ آپکو معلوم ہو جائیگا کہ تحریر کس کی تعریف کریگی اور کس کی مخالفت! الیکٹرونک میڈیا پر اکثریت اپنی غیر جانبدار حیثیت کو خیر باد کہہ چکی ہے۔ ہر دانشور کا اپنا سچ ہے۔ سطحیت بھی ایسی کہ دل بجھ جاتا ہے۔ وہ لوگ جو قوم کو اجتماعی شعور دیتے ہیں۔ اب گروہی اور پیسے کی سیاست کا حصہ بنتے جا رہے ہیں۔ ہر جانب لوگوں نے ماتھے پر قیمت لکھ کر لگا رکھی ہے۔ جو فریق بھی ادا کریگا، اسکے انصاف اور عظمت کا ڈنکا بجایا جائیگا۔ ایسے ایسے برگزیدہ لوگ بکے ہیں جو دیانت اور اصول کی نایاب قدروں کے نشان تھے! اب کسی سے کوئی شکوہ اور گلہ نہیں۔ ہاں! نقصان ہمارے نظام، عام آدمی اور پاکستان کے نام کو پہنچا ہے۔

مجھے طوفان تھمتا ہوا نظر نہیں آ رہا! میں نے حکومتی حلقوں کے انتہائی ذمہ دار لوگوں کو آرمی چیف کے متعلق کہتے سنا ہے کہ حکومت سے انکے تعلقات بہت خوشگوار ہیں۔ یہ سوچ انتہائی خطرناک ہے! لے دیکر، ہمارے پاس صرف ایک ادارہ بچ گیا ہے۔ اب اس میں بھی تفریق کے بیج بونے کی انتھک کوشش کی جا رہی ہے۔ اس بات کا مطلب یہ ہے کہ فوج کے چیف تو ہمارے ساتھ بالکل ٹھیک ہیں۔ اگر کوئی مسئلہ ہے تو یہ مخالفت دراصل نیچے سے کی جا رہی ہے؟ یہ باتیں کسی دشمن کی زبان سے بھی اچھی نہیں لگتی مگر یہاں تو اب یہ پتہ نہیں چل رہا کہ کون کس کی زبان بول رہا ہے! خدارا! بولنے سے پہلے الفاظ کو تو لیے! میں آنے والے چند ماہ میں بے انتہا بگاڑ دیکھ رہا ہوں۔ اور یہ سب کچھ میرٹ، ایمانداری اور جمہوریت کے نام پر ہوگا۔ لوگ 1977 کو بھول جائینگے! ایک بہت مشکل حکایتِ غم رقم ہونے والی ہے۔

ابھی بھی سب کچھ ختم نہیں ہوا! ابھی بھی معاملے کو سنبھالا جا سکتا ہے۔ آپ تسلیم کیجیئے یا اسکو نہ مانیے! ایک وقت آئیگا جب وزیر اعظم کو بذات خود مذاکرات میں حصہ لینا پڑیگا۔ یہ ایک باعزت حل بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ سیاسی تجربہ میں انکے قد کاٹھ کے سیاسی قائدین تقریباً نہ ہونے کے برابر ہیں۔ براہ راست مذاکرات وہ مضبوط حل ہے جس سے کوئی فریق بھی انکار نہیں کر سکتا۔ مگر ہر فریق کی کشتی میں ایسے بھاری بھرکم پتھر ہیں جو کشتی تو کیا بڑے سے بڑے بحری جہاز کو ڈبونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ بخدا! ہر لمحہ قیمتی ہے! ہر منٹ واپسی کے دروازے بند کر رہا ہے! آپ حقیقت کی آنکھ سے ہمارے معاملات کو پرکھیے۔ ہم ہر سطح پر پیہم جھوٹ کے سوداگر ہیں۔ انصاف وہ بنیاد ہوتی

ہے جس سے آپ قوموں کے مردہ جسموں میں روح پھونک سکتے ہیں۔ ہمارا نظام انصاف خطرناک حد تک بگاڑ اور التواء کا شکار ہے۔ اس نظام میں ہر عنصر موجود ہے۔ اگر نہیں ہے تو بس انصاف نہیں ہے! غرضیکہ ملک کے تمام ادارے تنزل کی تصویر نظر آتے ہیں۔ مگر زندہ قومیں ہر وقت جاگتی رہتی ہیں۔ انکے نظام بے خوف اور نڈر ہوتے ہیں۔

بوب میکڈونل (Bob Mcdonnel) 2010 سے امریکہ کی ورجینیا (Virginia) ریاست کا گورنر تھا۔ اسکا تعلق ری پبلکن پارٹی سے تھا۔ اس نے ورجینیا میں بے مثال محنت کی۔ لوگوں کی زندگی بہتر بنانے کی اَن تھک کوشش کی۔ وہ جہاں بھی جاتا تھا، سینکڑوں لوگ اس جیسے کامیاب آدمی کی جھلک دیکھنے کیلیے جمع ہوجاتے تھے۔ جنوری 2014 میں اسکے متعلق حکومتی اداروں کو یہ معلوم ہوا کہ بوب ایک تجارتی کمپنی پر خصوصی مہربانی کر رہا ہے۔ اس کمپنی کے مالک کا نام جونی ولیمز (Johnie Williams) تھا۔ یہ ایک معمولی درجہ کی ادویات اور وٹامنز بنانے کی کمپنی تھی۔ وہ تحقیقاتی ادارہ جو گورنر کے مکمل ماتحت تھا، اس نے بوب اور اسکی اہلیہ کے خلاف تحقیقات کرنا شروع کردیں۔ گورنر کے پاس کوئی ایسا اختیار نہیں تھا کہ وہ اپنی ریاست کے تحقیقاتی ادارے پر کسی بھی طریقے سے اثر انداز ہوسکتا۔ چار ماہ کی تحقیقات میں ثابت ہوگیا کہ بوب نے جونی ولیم سے مالی فائدہ اٹھایا ہے۔ پورے امریکہ میں قیامت آگئی۔ اخبارات، ٹی وی چینلز اور عوام میں گورنر کے خلاف ایک طوفان برپا ہوگیا۔ گورنر اور اسکی اہلیہ مورین (Maureen) دونوں کا کیس عدالت میں پیش کردیا گیا۔ الزام تھا کہ بوب اور مورین نے تجارتی کمپنی کے مالک سے ایک لاکھ ستر ہزار ڈالر کے فائدہ حاصل کیے ہیں۔ یہ پاکستانی کرنسی کے حساب سے پونے دو کروڑ روپے بنتے ہیں۔ ان الزامات کی تفصیل اور بھی دلچسپ تھی۔ چھ ہزار ڈالر کے کپڑے لوئس وٹان (Louis Vutton) سٹور اور گیارہ ہزار ڈالر کی مالیت کے کپڑے آسکر ڈی لا رینٹا (Oscar de la Renta) نام کے سٹور سے خریدے گئے۔ بوب نے تحفہ میں ایک رولکس (Rolex) گھڑی قبول کی جس پر اسکا نام لکھا ہوا تھا۔ باقی تمام پیسے اس نے ذاتی قرض کے طور پر وصول کیے۔ جب یہ مقدمہ عدالت میں پیش ہوا تو صرف چھ ہفتوں میں جیوری نے اسکا فیصلہ کر ڈالا۔ گورنر اور اسکی اہلیہ پر تحفے لینے اور کرپشن کے الزامات ثابت ہوگئے۔ ستمبر کی چار تاریخ کو اس کیس کا فیصلہ سنا دیا گیا۔ بوب اور اسکی اہلیہ کو تیس سال قید کا حکم سنایا گیا۔ ورجینیا کے قانون کے مطابق یہ سزا جنوری 2015 میں شروع ہوگی۔ پونے دو کروڑ کی کرپشن، تحفے اور قرضوں نے بوب کا مستقبل برباد کردیا۔ اب وہ اور اسکی اہلیہ اپنی زندگی کا بقیہ حصہ جیل میں گزاریں گے۔ کیا پاکستان میں کسی اہم کیس کا فیصلہ چھ ہفتوں میں ہوسکتا ہے؟ کیا یہاں کسی طاقتور کو سزا ہوسکتی ہے! جواب آپکے پاس موجود ہے!

پیٹرک مرسر (Patrick Mercer) 2001 سے لندن میں نیورک (Newark) علاقہ سے M.P تھا۔ وہ آکسفورڈ یونیورسٹی کا فارغ التحصیل تھا۔ اسکے علاوہ وہ دنیا کی بہترین فوج اکیڈمی سینڈرسٹ (Royal Military Acadamy of Sandhurst) میں بھی پڑھتا رہا تھا۔ اس نے 25 سال فوج میں گزارنے کے بعد سیاست میں آنے کا فیصلہ کیا۔ اس جیسے ذہین اور قابل شخص کی ہر سیاسی پارٹی کو اشد ضرورت تھی۔ چنانچہ کنزرویٹیو (Conservative) پارٹی کی قیادت نے مرسر سے رابطہ کیا۔ اس طرح ریٹائرمنٹ کے فوراً بعد وہ اس پارٹی کے ٹکٹ پر نیورک سے ایم پی منتخب ہوگیا۔ اپنے سیاسی کیریئر میں اس نے بے شمار اہم منصب

حاصل کیے۔ وہ مسلسل تین سیاسی ادوار میں Shadow minister رہا جس میں ڈیوڈ کیمران کا دور بھی شامل تھا۔ 2013 میں بی بی سی کے رپورٹر نے اسکے خلاف اپنے چینل پر ایک سٹوری چلائی۔ خبر کے مطابق مرسر نے برطانیہ کی پارلیمنٹ (House of Commons) میں فجی کی حکومت کو کومن ویلتھ (Common Wealth) میں واپس لانے کے متعلق پانچ سوالات پوچھے تھے۔ ان سوالات میں کوئی بھی قابل اعتراض بات نہیں تھی۔ یہ تمام سوالات بالکل روٹین کے سوالات تھے۔ اصل مسئلہ یہ ہوا، کہ بی بی سی کی رپورٹ کے مطابق مرسر نے سوالات پوچھنے کے عوض چار ہزار پاؤنڈ وصول کیے تھے جو پاکستانی چھ لاکھ روپے کے برابر ہیں۔ رپورٹ کے مطابق الزام یہ تھا کہ اس نے چار ہزار پاؤنڈ کا مالی فائدہ حاصل کرنے کے بعد یہ تمام سوالات پوچھے ہیں۔ پارلیمنٹ میں اس خبر کے نشر ہونے کے بعد ایک انکوائری کمیٹی بنا دی گئی۔ اس انکوائری کمیٹی نے چند ہفتوں میں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر ڈالا۔ تحقیق کے مطابق مرسر پر یہ الزامات درست تھے۔ ابھی اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ شائع تک نہیں کی تھی بلکہ ہاؤس آف کامنز میں پیش تک نہیں کی تھی کہ مرسر نے اپنی ذمہ داری قبول کر لی۔ وہ اپنا جرم قبول کرتے ہوئے پارلیمنٹ کی سیٹ سے مستعفی ہو گیا۔ اسکا سیاسی مستقبل ختم ہو گیا۔ اس نے اپنے غیر ذمہ دارانہ رویے کی پوری قوم سے معافی مانگی مگر برطانوی سیاست کے کڑے اصولوں کے مطابق اسکی معافی کی کوئی حیثیت نہیں تھی اور وہ قبول نہیں کی گئی۔ سیاست کے میدان کا قد آور گھوڑا میدان سے باہر گمنامی اور ذلت کی زندگی گزار رہا ہے۔ آپ نظام کی قوت اور طاقت کا اندازہ لگائیے۔ صرف چھ لاکھ روپے وصول کرنے پر اس کا سیاسی مستقبل ہمیشہ کیلیے ختم ہو گیا۔

میں اب یہی سوال آپکے سامنے رکھتا ہوں کہ کیا پاکستان کے سیاسی، انتظامی اور نظام عدل میں ایمانداری اور اسکے بعد بے لاگ احتساب کی کوئی مثال ملتی ہے؟ ہمارے ایک سابقہ امپورٹڈ وزیراعظم نے جو پیشہ کے اعتبار سے بینکر تھے، کراچی سٹاک ایکسچینج میں دو کمپنیوں کے ساتھ ملکر اربوں روپے کا فراڈ کیا۔ انہوں نے مصنوعی طریقے سے شیئر کی قیمت کو پہلے بڑھانا شروع کر دیا۔ عام لوگوں نے وہ شیئر خریدنے شروع کر دیے۔ چند ماہ بعد اس مصنوعی قیمت کو ایک دم اصل پر لے آیا گیا۔ ان دو کمپنیوں کے مالکان کو اربوں روپے کا فائدہ پہنچا۔ ہمارے وہ محترم وزیراعظم اس منافع کے برابر کے حصہ دار تھے۔ عام آدمیوں کی پوری زندگی کی کمائی برباد ہو گئی! دو چار دن اخبارات میں شور رہا۔ پھر وہ معاملہ بالکل ٹھنڈا پڑ گیا! اب تو شائد یہ واقعہ لوگوں کی یاداشت سے بھی ختم ہو چکا ہو گا۔

ہمارے ہر فوجی یا سیاسی دور میں اس طرح کے سینکڑوں واقعات موجود ہیں! مگر ہم کسی بھی طاقتور شخص سے کچھ نہیں پوچھ سکتے! ہمارے کسی ریاستی ادارے میں ہمت نہیں ہے کہ وہ کسی مضبوط شخص کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے! ہاں اگر کوئی کمزور یا حکومت وقت کا ناپسندیدہ شخص جال میں پھنس جائے، تو اس وقت کے بادشاہ کو خوش کرنے کیلیے ہر حکومتی ادارہ اپنی بے لوث خدمات پیش کرنے کے لیے پیش پیش ہوتا ہے! کون کہتا ہے کہ قانون سب کیلیے برابر ہے! ہمارے ملک میں اصل جرم کرپشن یا کس قسم کی بے ضابطگی نہیں! بلکہ اصل جرم صرف اور صرف کمزور ہونا ہے!

راؤ منظر حیات

Dated:14-09-2014